بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ احمد سرہندیؒ

(۹۷۱-۱۰۳۴ھ/۱۵۶۴-۱۶۲۵ء)

جمال الدین شیال

ترجمہ

ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد

شاہی امام وخطیب مسجد جامع فتحپوری، دہلی (انڈیا)

مقالہ بموقعہ حضرت مجدد الف ثانی عالمی کانفرنس ۱۴۲۷ھ

۳۱/مارچ ۲۰۰۶ء ایوان غالب، نئی دہلی (انڈیا)

زیر اہتمام

المجدد اکیڈمی (انٹرنیشنل) فتحپوری دہلی

بتعاون: نصرت الاسلام ایجوکیشنل سوسائٹی (رجسٹرڈ) دہلی

خط وکتابت: 6496 فتحپوری، چاندنی چوک، دہلی 110006 (انڈیا)

فون/فیکس: 23979610,23918322

e-mail:mukarram@bol.net.in

شیخ احمد سرہندیؒ

(۹۷۱-۱۰۳۴ھ/۱۵۶۴-۱۶۲۵ء)

شیخ احمد سرہندیؒ (۹۷۱ـ۱۰۳۴ھ/۱۵۶۴-۱۶۲۵ء)

جمال الدین شیال

ترجمہ

ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد شاہی امام وخطیب مسجد جامع فتحپوری، دہلی (انڈیا)

عکس مکتوب مبارک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سره که به دست حق پرست خود نوشته به نواب والاجاه سیادت پناه مرتضی خان سید فرید بخاری رحمه الله و رضی عنه ارسال فرموده اند۔ این مکتوب دو صد و سیزدهم است از دفتر اول۔ بقیه مکتوب که بر حاشیه نوشته شده بر پشت کاغذ اندراج یافته۔ چون که حضرات اجداد کرام رحمهم الله از وجه بوسیدگی کاغذ جا بجا چسپانیده اند خوانده نمی شود۔ و عبارت «عصمکم الله سبحانه» و «بجنابکم» و «سائر فرق» از وجه بوسیدگی کاغذ ضائع شده است۔ اَلْبَقَاءُ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ وَحْدَهُ۔

عصمکم الله سبحانه عما لا یلیق بجنابکم
بحرمة جدکم الامجد علیه و علی آله الصلوات
والتسلیمات

قال الله تبارک و تعالی هل جزاء الاحسان الا الاحسان
نمی داند که احسان شما را بکدام احسان مکافات نماید مگر
آنکه دعا و فاتحه نیک بجهت سلامتی دارین مرتب
باشد الحمد لله سبحانه والمنة که این فقیر نمی خواهد میسر
و احسان دیگر که لائق مکافات است موعظه و تذکیر است
اگر در معرض قبول افتد چه نعمت است فعاقبت و عقبی
خلاصه مواعظ و زبده نصایح اعتقاد و انبساط با اهل حق
و ارباب تقسیم است تدین و تشرع مربوط بسلوک
حقیقه اهل سنت و جماعت است که فرقه ناجیه اند از میان
سائر فرق اسلامیه نجات بی متابعت این بزرگواران
محال است و فلاح بی اتباع آرای اینها ممتنع دلایل عقلی
و نقلی و کشفی بر این معنی شاهد است که احتمال تخلف نیست
اگر معلوم شود که شخصی برابر دانه خردل از صراط مستقیم
این بزرگواران جدا افتاده است صحبت او را سم قاتل
باید دانست و مجالست او را زهر افعی باید انگاشت طالب
علمان بی باک از هر فرقه که باشند لصوص دین اند اجتناب
از صحبت اینها نیز از ضروریات است این همه فتنه و فساد
که در دین پیدا شده است از شومی اینها همه است که بواسطه
دنیوی آخرت را بر باد داده اند اولئک الذین اشتروا
الضلالة بالهدی فما ربحت تجارتهم و ما کانوا مهتدین
و ابلیس لعین را شخصی دید که آسوده و فارغ البال
نشسته است و دست از اغوا و اضلال کوتاه کرده

(بقیه مکتوب) سر آنرا پرسید لعین گفت که علماء سوء این وقت کار مرا کفایت کرده اند و متکفل اغوا و اضلال گشته۔ از طلبه آنجا مولانا عمر نیک نهادست بشرط آنکه او را دل بدهند و در اظهار حق دلیر سازند و محافظت نمایند جنون اسلام دارد که در اسلام ازان جنون چاره نبود لَنْ يُؤْمِنَ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُقَالَ إِنَّهُ مَجْنُونٌ۔ معلوم شریف است که این فقیر بگفتن و نوشتن در تحریض بر صحبت نیک تقصیر نکرده است و در مبالغه نمودن از اجتناب از مصاحب سوء خود را معاف نداشته که آن را اصل عظیم میداند۔ وَالْقَبُولُ عِنْدَكُمْ بَلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللهِ فَطُوبَى لِمَنْ جَعَلَهُ اللهُ سُبْحَانَهُ مَظْهَرَ الْخَيْرِ، تذکر احسانهای شما برین گفتگو می آرد و ملاحظه تصدیع و ملال را از میان بر می اندازد۔ والسلام

شیخ احمد سرہندیؒ (۹۷۱-۱۰۳۴ھ/۱۵۶۴-۱۶۲۵ء)

تحریر: جمال الدین شیال   ترجمہ: ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد

(یہ مقالہ ڈاکٹر جمال الدین شیال کی کتاب ''العالم الاسلامی فی فجر العصر الحدیث'' کے باب ''الحرکات الاصلاحیہ ومراکز الثقافہ فی الشرق الاسلامی الحدیث فیما بین القرن السادس عشر والقرن التاسع عشر المیلادی'' کی ایک فصل ''احمد سرہندی، مجدد الالف الثانیہ'' کا آزاد ترجمہ ہے۔ مترجم)

حضرت احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ جو کہ ''مجدد الف ثانی'' کے نام سے مشہور ہیں، ان بزرگ علماء وصوفیا، میں سے ایک ہیں جو ہندوستان کی مقدس سرزمین پر پیدا ہوئے۔ آپ نے اسلام کی تجدید اوران شوائب ونقائص سے اس کی تطہیر میں انتھک کوشش کی جو بعد میں شامل کر دیے گئے تھے بالخصوص بدعت دبے دینی کی تحریک کے بعد جس کا بانی مغل بادشاہ اکبر (۱۵۵۶-۱۶۰۵) تھے۔

ابتدائی حالات: حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۴ء میں سرہند میں ہوئی۔ یہ مشرقی پنجاب کے علاقہ پٹیالہ کا ایک مشہور قصبہ ہے۔ ان کے والد شیخ عبدالاحد کا سلسلۂ نسب خلیفۂ دوم حضرت عمر بن الخطابؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی پھر مزید تعلیم سیالکوٹ جا کر حاصل کی۔

اس کے بعد آگرہ کا رخ کیا جہاں وہ ابوالفضل اور فیضی کے ہاں اکثر آتے جاتے تھے۔ یہ دونوں اپنے دور کے اہم علماء میں سے تھے۔ مؤرخین کا خیال ہے کہ اسی دوران آپ نے اپنا کتابچہ ''الرسائل التہلیلیہ'' تحریر فرمایا جو شیعہ مذہب کے رد میں ہے۔ بعد کو چل کر علامہ شاہ ولی اللہ دہلوی نے اس کا عربی میں ترجمہ کیا۔ شاہ صاحب نے اس پر جو مقدمہ لکھا ہے اس میں مغل فرماں روا اکبر کے دربار میں مذہبی افکار وخیالات اوران کے رد میں شیخ احمد سرہندی کی سرگرمیوں کا ذکر کیا ہے۔

چند ہی سال بعد آپ سرہند واپس آئے۔ ۱۰۰۸ھ میں حضرت خواجہ باقی باللہ (متوفی ۱۰۱۲ھ) سے بیعت ہو کر نقشبندیہ سلسلہ

اختیار کیا۔ حضرت اس وقت دہلی میں مقیم تھے۔

شیخ احمد سرھندی اور جھانگیر: حضرت احمد سرہندی کی نشو ونما دسویں صدی ہجری/ سولہویں صدی عیسوی کی آخری چوتھائی میں ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب اکبر اپنے نئے دین (دینِ الٰہی) کی دعوت دے رہا تھا۔ انہوں نے حالات کا جائزہ لیا اور اس ملحدانہ تحریک کے مقابلہ کے لیے وسیع پیمانہ پر ایک تحریک چلائی، اپنے خلفاء و مریدین کو ہندوستان کے مختلف علاقوں میں بھیجا اور ان قائدین افواج واہم گورنروں کو خطوط لکھے جن میں انھیں صحیح اسلام کی کچھ رمق باقی نظر آئی۔ ان خطوط میں انہوں نے لوگوں کو اس عظیم خطرہ سے آگاہ کیا اور اس خطرناک واقعہ کے اسلام اور مسلمانوں پر برے اثرات سے پردہ اٹھایا۔

مگر ان کی دعوت کے آثار اکبر کی دعوت کے بعد ہی رونما ہوئے بالخصوص ان کے لڑکے جہانگیر (۱۰۱۴-۱۰۳۷ھ) کے عہد میں۔ اس حکمراں نے بھی ابتداء اپنے والد کے نقشِ قدم کی پیروی کی، علماء اہل سنت کو تکلیفیں دی اور انھیں عبرتناک سزائیں دی۔ اس کے برِخلاف علماء تشیع کو اپنے قریب کیا اور ان کو اپنا رازدار ٹھہرایا۔

جب دینِ الٰہی کی مخالفت میں شیخ احمد سرہندی کی سرگرمی تیز ہوئی اور اس کے اثرات رونما ہوئے پھر اہل تشیع و بدع کے خلاف ان کی آواز مزید بلند ہوئی تو جہاں گیر اہل تشیع اور درباریوں کے اکسانے سے ان پر کافی خفا ہوا اور ان کی سرگرمی کو تاج وتخت پر ایک خطرہ محسوس کیا۔ اس نے ان کے قید کا حکم صادر کر دیا چنانچہ انہیں گوالیار کے قلعہ میں بند کر دیا گیا۔ مگر جلد ہی انہیں معاف کر دیا گیا ان کو رہائی ملی، خلعت سے نوازا گیا۔

شیخ احمد سرہندی کی جہانگیر کے ذریعہ عفوو درگذر کے اسباب مختلف بیان کیے جاتے ہیں:

— بعض کا کہنا ہے کہ جہانگیر نے خواب میں دیکھا کہ شیخ احمد نے کوئی ظلم کیا ہے اور ایک نیک آدمی اس کا ہاتھ کاٹتے ہوئے کہہ رہا ہے: تیرا برا ہو: تونے ایسے آدمی کو قید کیا ہے جس کے تقوی وطہارت کی مثال ملنی مشکل ہے۔''

— بعض کا کہنا ہے کہ قلعہ میں آئے ابھی چند ہی دن گذرے تھے کہ شیخ احمد سرہندی نے قیدیوں میں اپنی روح پھونکنی شروع کر دی اور وہ ان کے درمیان اپنے وعظ بیان کرتے چنانچہ ایک ہی دو راتوں میں ان کی حالت بدل گئی اور وہ لوگ شیخ صاحب کی پیروی کرنے لگ گئے اور دینی فرائض کو بڑی دلچسپی سے اپنے اوقات پر ادا کرنے لگے۔ اس کو دیکھ کر جیل کے نگراں کو کافی تعجب ہوا چنانچہ اس نے جہاں

گیر کو لکھا: یہ قیدی دوسرے قیدیوں کی طرح نہیں ہے بلکہ یہ تو انسان کی شکل میں ایک فرشتہ ہے۔ ایسے لوگ بہت کم پیدا ہوئے ہیں۔ اگر عالم پناہ حکم صادر فرمائیں تو میں اسے چھوڑ دوں اور اسے مناسب حال جاہ و مرتبہ دیا جائے۔

تب جہاں گیر کو اپنے کیے پر افسوس ہوا اور فوراً انہیں آگرہ لانے کا حکم دیا اور جب وہ دارالسلطنت کے قریب پہنچے تو اپنے بیٹے اور ولی عہد خرم (شاہ جہاں) کو ان کے استقبال کے لیے روانہ کیا۔ جب آپ جہاں گیر کے سامنے آئے تو انہیں اسلامی انداز میں سلام کیا اور سجدۂ تعظیمی نہ کیا مگر اس کے باوجود بادشاہ نے انھیں اپنے محل میں رکھا اور ان سے استفادہ کرتا رہا۔

حضرت شیخ کی تجدیدی تحریک کی کامیابی: آپ کی موجودگی سے محل میں اچھے اثرات نمایاں ہوئے۔ انہوں نے جہانگیر کو بہت سی ایسی بدعات کے خاتمہ پر راضی کر لیا جنھیں ان کے والد اکبر نے ایجاد کیا تھا چنانچہ تھوڑے ہی دنوں بعد مندرجہ ذیل امور کے بارے میں شاہی حکم صادر ہوا:

۱۔ بادشاہ کو سجدۂ تکریمی کی حرمت

۲۔ گائے کے ذبح اور اس کے گوشت کھانے کی اجازت

۳۔ شہید کی گئی مسجدوں کی از سرِ نو تعمیر

۴۔ شریعت اسلامی کے خلاف قوانین کا خاتمہ

۵۔ ہندوستان کے مختلف شہروں میں قاضیوں اور محتسبین کا تقرر

اس طرح شیخ احمد کی تجدیدی تحریک بار آور ہوئی اور ہندوستان میں اسلامی معاشرہ از سرِ نو زندہ ہوا، علماء اہل سنت پر ظلم بند کیا گیا اور مسلمانوں نے اسلامی شعائر کی ادائیگی میں پوری آزادی محسوس کی۔

مجدد الف ثانی کی تصانیف: شیخ صاحب نے مختلف دینی موضوعات پر چند رسالے تحریر فرمائے جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ المبدأ والمعاد (دہلی ۱۳۱۱ھ)

۲۔ الرسالۃ التہلیلیۃ: یہ ان کے مجموعۂ مکاتیب کے ساتھ لکھنؤ سے شائع ہوا۔

۳۔ معارف لدنیہ

۴۔ مکاشفات غیبیہ

۵۔ رسالۃ فی اثبات النبوت

۶۔ آداب المریدین

۷۔ شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ

ان میں سب سے اہم ان کے مکاتیب ہیں جنھیں انھوں نے اپنے شاگردوں، مریدین اور دیگر شخصیات کے نام تحریر فرمایا، اور جن میں بہت سے ان اسلامی مسائل کی وضاحت فرمائی جو اس وقت مختلف فیہ اور متنازع فیہ تھے۔ ان مکاتیب کی دینی حیثیت آج تک قائم ہے۔

شیخ بحیثیت مجدد الف ثانی: مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے آپ کو 'مجدد الف ثانی'' کے لقب سے یاد کیا ہے۔ انھوں نے یہ لقب مندرجہ ذیل حدیث کو سامنے رکھ کر دیا ہے:

"ان اللہ یبعث لهذه الأمة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر سو سال بعد اس امت میں ایسے فرد کو اٹھائے گا جو اس کے لیے دین کی تجدید کرے گا۔

چنانچہ جب جب مسلمانوں نے اسلامی ممالک میں پستی اور بدعات کی گرم بازاری دیکھی ہے تو اس حدیث کو یاد کیا ہے۔ انھوں نے ان حالات میں ہمیشہ اپنے اسلاف کی طرف نظر ڈالی ہے اس خیال سے کہ آج کے معاشرہ کی صلاح وفلاح کل کے نبوی معاشرہ کی اتباع واطاعت پر ہی منحصر ہے۔ اس طرح انھوں نے ہر صدی میں ایک مجدد کی تلاش بھی ضروری خیال کی ہے۔

سیوطی نے اس تعلق سے ایک اُرجوزہ تحریر کیا ہے جس میں نویں صدی تک کے مجددین اور ان کے کارناموں کا شمار کرایا ہے، اس کا نام 'تحفة المهتدين بأخبار المجددين'' ہے۔ انھوں نے اپنے کو دسویں صدی کا مجدد گردانا ہے۔ لکھتے ہیں:

وهـــذه تاسـعة المئين قـد أتت، ولا يخلف ما الهادي وعد

وقـــد رجوت أنني المجـدد فيها، ففضل الله ليس يجحد

بدعتوں کے خاتمہ اور دین اسلام کو معایب ونقائص سے پاک کرنے میں حضرت سرہندی نے جو کوششیں کی ہیں ان کے پیش نظر

ان کے معاصرین ومتاخرین نے انھیں ''مجدد الف ثانی'' کے لقب سے یاد کیا۔ یعنی وہ گیارہویں صدی کے مجدد قرار پائے۔ ان کی اصلاح وتطہیر کا بول بالا نہ صرف ہندوستان بلکہ افغانستان اور وسط ایشیا تک ہوا۔

وفات حسرت آیات: آپ کی وفات ۱۰۳۴ھ مطابق ۱۶۲۴ء میں ہوئی اور سرہند میں تلافین ہوئی۔ آپ کی قبر مبارک اہل تقوی و صلاح کا مزار ہے۔ لوگ ہمیشہ برکت وتیمن کی خاطر اس کی زیات کرتے ہیں۔

آپ کا تجدیدی کارنامہ: آپ شروع ہی سے مختلف سلاسلِ صوفیہ سے وابستہ رہے ہیں بالخصوص نقشبندی سلسلہ سے آپ کا گہرا ربط رہا ہے مگر ہمیشہ آپ نے صوفیہ کے غلو سے پرہیز کیا ہے اور بالخصوص ان کے نظریہ وحدت الوجود کے انکاری رہے ہیں۔ ان کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ وحدت التوحید اور وحدت الوجود کے درمیان ایک معتدل راہ ڈھونڈ نکالیں۔ اس خیال کا نام انہوں نے وحدت الشھود رکھا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں صوفیہ کو دیکھا کہ وہ برہموں کے فلسفہ سے زیادہ متاثر ہیں اور انہیں کے عقائد کی طرف مائل ہیں جیسے وحدت الوجود، حلول اور اتحاد وغیرہ۔ چنانچہ آپ نے اپنے اعمال وافکار سے اس خیال کی تردید کی بالخصوص وحدت الوجود کے بارے میں ابن عربی کے افکار وخیالات کی۔ آپ کے مکاتیب اس طرح کی تقاریر وآراء سے بھرے ہیں جن میں وحدت الوجود کو غلط ثابت کیا گیا ہے اور وحدت الشھود کی طرف دعوت دی گئی ہے۔ ہمارے خیال میں تصوف کے میدان میں یہ ایک نیا کارنامہ ہے اور اس تعلق سے آپ عالم اسلام کے ایک مجدد ہیں۔

ہندوستان کے مسلم معاشرہ کی اصلاح: آپ کی کوشش صرف تصوف تک محدود نہ رہی بلکہ اس کا دائرہ حکومتِ وقت اور مسلمینِ وقت کے عادات واطوار تک وسیع ہوا۔ ان کا خیال تھا کہ حکومت ہی نمونہ ہوتی ہے اور جب حکمراں صحیح ہوگا تو اس کی رعیت بھی صحیح ہوگی کیوں کہ **الناس علی دین ملوکھم** ایک اٹل حقیقت ہے۔ اس طرح آپ کا یہ بھی خیال تھا کہ بہت سے فسادات کی جڑ علماء زمان ہیں جنھوں نے دین اور بادشاہ کی رضا کو اپنا شعار بنالیا ہے بنابریں آپ نے ان دونوں پہلوؤں پر خاص طور سے اپنی کوشش مرکوز کی۔

یہ واقعہ ہے کہ مجدد الف ثانی کی کوششیں ہندوستان کے مسلم معاشرہ پر کافی اثر انداز ہوئیں اور انھیں کوششوں کا ثمرہ تھا کہ شاہ ولی اللہ دہلوی نے علوم کی تجدید کا وہ شاندار کارنامہ انجام دیا جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

مراجع

(الف) عربی، اردو اور فارسی

حضرت شیخ کی تصنیفات کے علاوہ اس مقالہ کی ترتیب میں مندرجہ ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے:

۱۔ ابوالخیر، احمد المکی: ہدایہ احمدیہ، کانپور، ۱۳۱۳ھ

۲۔ احمد، محمد روؤف: جواہر علویہ، لاہور

۳۔ اکرام: روضۂ کوثر، کراچی

۴۔ بدایونی، عبدالقادر: منتخب التواریخ، کولکوتا، ۱۸۶۸ء

۵۔ تزک جہانگیری، علی گڈھ، ۱۸۶۴ء

۶۔ دہلوی، عبدالحق محدث: اخبار الاخیار، دہلی، ۱۳۳۲ھ

۷۔ سردار، مفتی غلام: خزینۃ الاصفیاء، کانپور، ۱۸۹۴ء

۸۔ عباس، محمد احسان: سوانح عمری حضرت مجدد الف الثانی، رامپور، ۱۹۲۶ء

۹۔ علی، رحمان: تذکرہ علماء ہند، لکھنؤ، ۱۹۱۴ء

۱۰۔ میاں، محمد: علمائے ہند کا شاندار ماضی، دہلی، ۱۹۴۲ء

(ب) انگریزی

1. Ahmad (Burhan): The Mujaddid's Conception of Tawhid, Lahore, 1940

2. Ahmad (Zubaid): The Contribution of India to Arabic Literature

3. Arnold (J.W.): The Preaching of Islam

4. Briggs (J): History of the Rise of Mohammadan Power in India.